Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱-۷۶ | سوموار ۶ ربیع الاوّل ۱۴۱۲ھ، ۱۶ تبوک ۱۳۷۰ہش، ۱۶ ستمبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۰۷

ہر عمل کی جڑھ اس کی نیّت میں ہوتی ہے

"ہر انسان کے ہر عمل کی جڑھ اس کی نیت میں ہوتی ہے۔ پس اگر وہ جڑھ تقویٰ ہو تو اس کے اعمال کی تمام تر عمارت خواہ وہ ثریّا تک جا پہنچے وہ خدا کے حضور مقبول اور حسین ہوگی۔ ایک خوبصورت اور دلکش اور پائیدار عمارت تعمیر ہوگی اور اگر نیتوں کی جڑھ میں نقص پیدا ہو جائے تو پھر کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرّابع) ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"قرآن شریف کی خوبیاں اور اس کے کمالات، اس کا حُسن اپنے اندر ایک ایسی کشش اور جذب رکھتا ہے کہ بے اختیار ہو ہو کر دل اس کی طرف چلے آئیں۔ مثلاً اگر ایک خوشنما باغ کی تعریف کی جاوے اور اُس کے خوشبودار درختوں اور دل کو تروتازہ کرنے والی بُوٹیوں اور رَوشوں اور مصفّا پانی کی بہتی ہوئی ندّیوں اور نہروں کا تذکرہ کیا جاوے، تو ہر ایک شخص کا دل چاہے گا کہ اس کی سیر کرے اور اس سے حَظّ اٹھاوے۔ اور اگر یہ بھی بتایا جاوے کہ اُس میں بعض چشمے ایسے جاری ہیں، جو امراضِ مُزمنہ اور مہلکہ کو شفا دیتے ہیں تو اور بھی زیادہ جوش اور طلب کے ساتھ لوگ وہاں جائیں گے۔ اسی طرح پر قرآن شریف کی خوبیوں اور کمالات کو اگر نہایت ہی خوبصورت اور مؤثر الفاظ میں بیان کیا جاوے، تو رُوح پُورے جوش کے ساتھ اُس کی طرف دوڑتی ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۸۲)

"قرآن شریف کی تعلیم ثابت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور ذرّہ ذرّہ اس کے آگے ہے اور اس نے ایسی تعلیم دی ہے، جو انسانی قویٰ کی تکمیل کرتی ہے اور عفو اور انتقام کو محل اور موقع پر رکھنے کے واسطے اس سے بڑھ کر تعلیم نظر نہیں آئے گی۔ اگر کوئی اس تعلیم کے خلاف اور کچھ پیش کرتا ہے تو وہ گویا قانونِ الٰہی کو درہم برہم کرنا چاہتا ہے۔ بعض طبائع طبعًا عفو چاہتی ہیں اور بعض مار کھانے کے قابل ہوتی ہیں۔ سب عدالتیں قرآن شریف کی تعلیم کے موافق کھُلی رہ سکتی ہیں۔ اگر انجیل کے موافق کریں، تو آج ہی سب کچھ بند کرنا پڑے اور پھر دیکھو کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ انسان انجیلی تعلیم پر عمل کر ہی نہیں سکتا۔ پس یہ دو نمونے عِلمی اور عَملی تقویٰ کے ہوتے ہیں۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۹۱)

ربوہ: ۱۳ ستمبر۔ آج یہاں بیت الاقصیٰ میں نمازِ جمعہ محترم مولانا محمد الدین ناز صاحب نے پڑھائی اور سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ اگست ۱۹۹۱ء بمقام اسلام آباد (برطانیہ) پڑھ کر سنایا۔

اس خطبہ میں جو نمازوں کے سلسلے میں دیئے جانے والے طویل سلسلے کا آخری خطبہ تھا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے التحیات کے مطالب کی حکمت بیان فرمائی۔ اور فرمایا کہ نماز ایک لامتناہی مضمون ہے جس کے ایک ایک حصّے پر غور کیا جائے تو یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ تاہم نماز کی لذّت حاصل کرنے کے لئے کہیں نہ کہیں رُک کر لذت حاصل کرنی ہوگی۔ اور یہ ہر فرد کے مزاج پر منحصر ہے۔ اور پھر یہ نماز وہ نماز بن جاتی ہے جو بالآخر انسان کو خدا نما بنا دیتی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بڑوں اور چھوٹوں اور موجودہ اور آئندہ نسلوں کو ایسی ہی نمازیں نصیب کر دے۔

خطبے کے آخر میں حضور ایدہ اللہ نے جماعت احمدیہ برطانیہ کے ایک غیر معمولی اخلاص اور فدائیت سے خدمات بجالانے والے دوست محترم چوہدری ہدایت اللہ صاحب بنگوی کا نہایت محبت سے ذکر فرمایا۔ محترم بنگوی صاحب کا اسی جمعہ کی صبح کو انتقال ہوگیا تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ۱۹۸۵ء میں محترم بنگوی صاحب کو میں نے افسر جلسہ سالانہ مقرر کیا اور ان کے کام کے اعلیٰ معیار سے متأثر ہو کر جب بھی میں نے ان کے لئے تعریفی کلمات کہے، انہوں نے ہر بار بڑے تواتر سے اور بڑے اصرار سے کہا کہ یہ محض آپ کی دعاؤں کی برکت ہے ورنہ میرا کوئی کمال نہیں۔ اور انہوں نے ہمیشہ یہی کہا کہ یہ بات محض میں رسمًا یا تکلفًا نہیں کہہ رہا بلکہ فی الحقیقت میں اس یقین پر قائم ہوں کہ یہ سب کچھ حضور کی دعاؤں کی برکت ہے۔ حضور ایدہ اللہ

باقی صـ۸ پر

مزاح کا استعمال ذہانت کے ساتھ ہونا چاہیئے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرّابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"مزاح زندگی کا ایک بڑا اہم حصّہ ہے ایک تو ایسا مزاح ہے جس کو لوگ کہتے ہیں کہ کوئی شخص بھانڈ ہوگیا ہے یعنی جس کو عادت ہو۔ دن رات سوائے مزاح کے کام ہی کوئی نہ ہو۔ اس کو لوگ کہتے ہیں بھانڈ بن گیا ہے۔ وہ مزاح میں نہیں کہہ رہا لیکن وہ مزاح جو زندگی کی خشکیوں میں تری پیدا کرنے والا ہے۔ جو روزمرہ کی یکسانیت کو دور کرتا ہے اور زندگی میں ایک فراخی اور رواقی پیدا کرتا ہے۔ وہ مزاح بہت ضروری ہے اور بعض دفعہ غصوں کو ختم کرنے کے لئے مزاح بہت کام دیتا ہے بعض دفعہ بچے ایسی

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۶ تبوک ۱۳۷۰ ہش ــــ ۱۶ ستمبر ۱۹۹۱ء

گناہ اور کمزوریوں کی جڑھ

انسان عام طور پر گناہ حصولِ مطلب کے لئے کرتا ہے۔ یہ ہو جائے یا وہ نہ ہو۔ یہ اس کی غرض ہوتی ہے۔ اور ایسا وہ اس لئے کرتا ہے تاکہ آئندہ آنے والے لمحات۔ دن یا سال اچھے گذریں۔ وہ ہمیشہ آنے والے وقت کا خیال رکھتا ہے۔ اور اپنے سب اعمال کو اس بات سے وابستہ کر دیتا ہے کہ اسے مستقبل ــ مستقبل قریب یا مستقبل بعید ــ میں کیا فائدہ ہوگا۔ بات تو اچھی ہی لگتی ہے۔ لیکن اگر ذرا سا بھی غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ ایک موہوم خواہش ہے اور خاص طور پر اس لئے بھی کہ اس موہوم مستقبل کے لئے وہ ناکردنی بھی کر جاتا ہے۔ اسے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ آئندہ لمحے زندہ ہوگا یا نہیں اگر کچھ اپنے وارثوں کے لئے کرتا ہے تو معلوم نہیں وہ وارث کیسے ہوں۔ اگر انسان ہر بات اس کی ذاتی اچھائی کی وجہ سے کرے یا برائی کی وجہ سے ترک کرے تو پھر چاہے وہ اگلے ہی لمحہ اس جہان سے کوچ کر جائے، کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ نہ اس کی حرص کا اظہار ہوگا نہ اس کے میلانِ بدی کا۔ کیونکہ اس نے نہ تو کچھ حرص کی وجہ سے کیا ہوگا اور نہ وہ بدی کی طرف مائل ہوا ہوگا۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ ــ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے، فرماتے ہیں:۔

"زندگانی کی زیادہ خواہش اکثر گناہوں کی اور کمزوریوں کی جڑھ ہے۔ ہمارے دوستوں کو لازم ہے کہ مالکِ حقیقی کی رضا میں اوقاتِ عزیز بسر کرتے کی ہر وقت کوشش کریں۔ حاصل یہی ہے ورنہ آج چل دینے اور مثلاً پچاس سال کے بعد کوچ کر لے میں کیا فرق ہے جو آج چاند و سورج ہے وہی اس دن ہوگا جو انسان نافع اور اس کے دین کا خادم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ خود بخود اس کی عمر اور صحت میں برکت ڈال دیتا ہے اور شر الناس کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر کام اس طرح کیا جائے گویا یہ زندگی کا آخری کام ہے۔ اس سے بھی نیکی ہی کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اور اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ انسان کو زندگی کی نہیں بلکہ نیکی کی خواہش ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے۔

مانو کہ نہ مانو وہ تو موجود رہے گا
ہر حال میں مخلوق کا معبود رہے گا
سوچو گے تو تم پا نہ سکو گے حدِ آخر
ورنہ وہ فقط ذہن میں محدود رہے گا

ــــــ ابوالاقبال

اشکوں سے تری یاد کو رسوا نہیں کرتا
کرتا ہوں مگر حد سے زیادہ نہیں کرتا

آتی ہے بڑی دور سے آواز کسی کی
پہچان کے بھی نام کا دعویٰ نہیں کرتا

تُو نے بھی تو آنے کی کوئی بات نہیں کی
مَیں پھر کبھی آجاؤں یہ وعدہ نہیں کرتا

آزادیٔ اجسام ہے آزادی پہ تہمت
پابندِ سلاسل یہ تقاضا نہیں کرتا

مُجرم تو نہیں ہوں مگر الزام سے خوش ہوں
وہ کرتے ہیں، مَیں جھوٹ کا دھندا نہیں کرتا

گھڑ لیتے ہیں باتیں مری رسوائی کی خاطر
سچ بات سے بھی مَیں انہیں رسوا نہیں کرتا

زنداں تو ہے زنداں مجھے اس کی نہیں پرواہ
مَیں ان سے صلیبوں کا بھی سودا نہیں کرتا

خود مجھ کو رلا کر مرے آنسو تو نہ پوچھو
مَیں ایسی کسی بات کا شکوہ نہیں کرتا

تم کو مری ہر بات سے ہوتی ہے شکایت
ایسا نہیں کرتا، کبھی ویسا نہیں کرتا

آنکھوں میں چھپا لیتا ہوں تصویر کسی کی
وہ چھپ کے مجھے کہتے ہیں، پردہ نہیں کرتا

وہ پیٹتے رہتے ہیں نسیم اپنا ڈھنڈورا
مَیں اپنی کسی بات کا چرچا نہیں کرتا

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"چوہدری محمد ظفر اللہ خان"

مکرم آر۔ اے۔ باجوہ صاحب کا یہ مضمون روزنامہ فرنٹیئر پوسٹ کی یکم ستمبر ۱۹۹۱ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ اس کی تلخیص پیشِ خدمت ہے۔ (ادارہ)

۱۹۴۷ء میں حاصل ہونے والی آزادی کے لیئے جو جنگ لڑی گئی اس کے دو دور تھے ایک وہ جو آزادی سے پہلے دو دہاکوں پر مشتمل ہے اور دوسرا وہ جو آزادی سے قریب کے عرصہ پر محیط ہے۔ آخری عرصہ کی جدوجہد اتنی تیز اور تابناک تھی کہ اس نے پہلے دو دہاکوں کی جدوجہد کو گہنا دیا۔ حالانکہ یہی وہ دور تھا جبکہ مسلمانوں کی سماجی اور اقتصادی ترقی کے لیئے مسلسل کوشش کی گئی جو تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کا موجب بنی۔

۱۸۵۷ء کے غدر، خلافت اور ہجرت کی تحریکوں کے نتیجے میں مسلمان جس پستی کی اتھاہ گہرائیوں میں گر چکے تھے اس میں سے انہیں نکالنے کے لیئے چند ایک پرعزم لیکن معتدل مزاج رہنماؤں کا کردار یاد رکھنے کے قابل ہے۔ اور انہی کی کوششوں کی وجہ سے ۱۹۱۹ء اور ۱۹۳۵ء کے قوانین کے ماتحت بننے والے اداروں میں مسلمان اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کے قابل ہوئے۔ اگرچہ ان قوانین کے تحت بننے والی اسمبلیاں اور دیگر ادارے ایسے آزاد تو نہیں تھے لیکن ان میں شمولیت سے مسلمانوں کو تجربہ اور سیاسی سوجھ بوجھ حاصل ہوئی اور جب عوامی تحریک کے نتیجہ میں پاکستان کے قیام کا فیصلہ ہو گیا تو پھر اسمبلیوں میں ہونے والی بحث ومباحثہ میں حاصل کردہ تجربہ کی روشنی میں اس دور کے تربیت یافتہ لوگوں نے اسمبلیوں میں اپنا کیس احسن طریق پر پیش کیا۔

پنجاب اپنے محل وقوع اور آبادی کی وجہ سے انتہائی اہمیت کا حامل تھا۔ جیسا کہ تقسیم برصغیر کے وقت برملا اظہار بھی ہوا۔ آزادی کی جدوجہد کے پہلے دور میں اس وقت کے پنجاب پر میاں سر فضل حسین۔ سر شہاب الدین اور سر سکندر حیات چھائے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کے ان لیڈروں نے مسلمانوں کو تعلیمی، اقتصادی اور سماجی دائرہ کار میں ہندوؤں کے برابر حقوق دلانے کی انتہائی کوششیں کیں۔ بجا طور پر قوم کے ان زیرک رہنماؤں نے اس بات کو پالیا تھا کہ یہ حقوق اگر حاصل کئے جا سکتے ہیں تو اسمبلیوں کے چیمبرز اور کونسلوں میں نہ کہ گلیوں کے مظاہروں میں اور دوسری بات جس کی انہوں نے صحیح طور پر نشان دہی کی وہ یہ تھی کہ ہندو کے ساتھ لڑی جانے والی اس جنگ میں انگریز آقاؤں کے ساتھ تعلقات خراب کرنے کی بجائے ان کی آشیرباد حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔

ان بزرگ رہنماؤں نے اپنی بڑھتی ہوئی عمر کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کمال سمجھداری سے کام لیتے ہوئے ہونہار مسلمان نوجوانوں کو اپنی جگہ لینے کیلئے تیار کرنا شروع کیا۔ تاکہ وہ مسلمانوں کے حقوق کی اس جنگ کو ان کے بعد بھی جاری رکھ سکیں۔ بعد میں ان میں سے سب سے زیادہ نمایاں ہونے والی شخصیت محمد ظفر اللہ خان کی تھی۔ ظفر اللہ خان نے یہ جنگ ایسے حالات میں جاری رکھی جبکہ سامراجی قوانین کی پابندیاں سخت تکلیف دہ تھیں اور دوسری طرف مسلمانوں کی مخالف قوتیں تمام انتظامی اور عدالتی بڑے بڑے عہدوں پر قابض تھیں۔ اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ انہیں انگریزی حکومت کے بعض اعلیٰ لوگوں کی ہمدردیاں حاصل تھیں جن کو انہوں نے اپنی ذکاوت، ذہانت، ایمانداری، کردار کی بلندی سے متاثر کیا اور ان لوگوں میں نہ صرف ہندوستان کے قانون دان شامل تھے بلکہ انکی ذہانتوں کی دھاک لندن کی پریوی کونسل تک بیٹھی ہوئی تھی چوہدری ظفر اللہ خان نے "تحدیث نعمت" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جو کہ ان کی اپنی زندگی اور ان کے وقت کے حالات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں وہ تیس اور چالیس کے دہاکوں میں حاصل کی جانے والی کامیابیوں کی اہمیت کے متعلق لکھتے ہیں:-

اگر آج قوم میں زندگی کی لہر رواں دواں ہے اور ہر آن اور ہر لحظہ ترقی کی طرف بڑھ رہی ہے تو یہ اس وقت کے قابل احترام قوم کے حقیقی خادموں کی مسلسل محنت ومشقت اور کوششوں کا پھل ہے۔ ان میں سر فضل حسین کا ایک بہت اعلیٰ اور خاص مقام ہے۔ ساٹھ اور ستر کے دہاکوں کے سیاسی نقاد اور مورخ اس وقت کے پنجاب کے مسلمانوں کی حالت بھول جاتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ وہ عددی لحاظ سے دوسری اقوام سے بہت زیادہ تھے لیکن باقی ہر لحاظ سے ان کا ان سے کوئی مقابلہ نہ تھا۔

۱۹۲۱ء کے بعد ترقی کے بہت سارے راستے کھلنے شروع ہو گئے۔ اگر اس سال کے بعد بھی مسلمانوں کی وہی حالت رہتی تو جہاں غیر مسلم اقوام اور زیادہ رفتار سے ترقی کی دوڑ میں آگے بڑھنا شروع کر دیتیں وہاں مسلمان ان کے بالمقابل سال بہ سال مایوسی وناامیدی کی اتھاہ گہرائیوں میں دھنستے چلے جاتے۔ ان حالات میں یہ نقاد اور مورخ اگر اسوقت موجود ہوتے تو انکو کسی کالج میں داخلہ بھی نہ مل سکتا۔ یہ سر فضل حسین کی کوششوں ہی کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں کو اس وقت کالجوں میں ۴۰ فی صد سیٹوں پر داخلہ کا حق مل گیا۔

بغاوت ہند اور اس کے بعد خلافت اور ہجرت کی تحریکوں جیسے حالات میں مسلمان ملک کی سیاسی زندگی سے بالکل علیحدہ ہو کر رہ گئے تھے لیکن ان لوگوں کی مسلسل کوششوں سے پسماندہ مسلمانوں کو کئی فائدے حاصل ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ سنٹرل سپیریئر کیڈرز میں مسلمانوں کے لیئے ۲۵ فیصد آسامیوں کا کوٹہ مخصوص کر دیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارٹیشن کے وقت انہی افسروں اور کارکنوں نے اس تجربہ اور وسیع نظری کے باعث جو ان کو حاصل ہو چکا تھا کمال خوبی سے ابتری اور بے سروسامانی کے باوجود سرکاری مشینری کو تھوڑے ہی عرصے میں صحیح لائنوں پر چلا کر دکھا دیا۔

اس وقت ہندو زندگی کے تمام شعبوں پر چھائے ہوئے تھے۔ اور مسلمان جس طرح ان ہندوؤں کے ہاتھوں ذہنی اور جسمانی تکلیف اور ایذا میں مبتلا تھے اس کی ایک چھوٹی سی مثال پیش کی جاتی ہے۔ بخشی ٹیک چند پنجاب ہائی کورٹ کا ایک قابل جج تھا۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے اپنی کتاب تحدیث نعمت میں عدالت میں اس کے انصاف کرنے کا طریقہ کچھ اسطرح بیان کیا ہے۔

۱۔ اگر کسی مقدمے میں ایک پارٹی مسلمان ہوتی اور اس کے مقابلہ میں دوسری طرف کوئی ہندو ہوتا تو فیصلہ یقیناً ہندو کے حق میں کیا جاتا۔

۲۔ اگر مقدمہ میں دونوں پارٹیاں مسلمان ہوتیں تو اگر ایک پارٹی کا وکیل ہندو ہوتا اور دوسری کا وکیل مسلمان ہوتا تو فیصلہ اس پارٹی کے حق میں کیا جاتا جس کا وکیل ہندو ہوتا۔

۳۔ اگر مقدمہ میں دونوں پارٹیاں مسلمان ہوتیں اور دونوں کے وکیل بھی مسلمان ہوتے تو فیصلہ اس پارٹی کے حق میں ہوتا جس کے وکیل کے متعلق مسٹر ٹیک چند کا خیال ہوتا کہ وہ کمتر وکیل ہے۔

کئی سال بعد کی بات ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان بخشی ٹیک چند کے ان اصولوں کی ہائیکورٹ بار میں بات کر رہے تھے تو انہوں نے اعتراف کیا کہ بخشی ٹیک چند کی عدالت میں انہوں نے صرف ایک مقدمہ جیتا جس کی وجہ وہ سمجھتے ہیں یہ تھی کہ وہ مقدمہ ہی اتنا سیدھا سادھا تھا کہ جج میرے موکل کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ یا پھر وہ کہنے لگے کہ شائد یہاں بھی بخشی ٹیک چند کا تیسرا اصول کام کر گیا۔ کیونکہ دونوں فریق مقدمہ بھی مسلمان تھے اور دونوں وکیل بھی مسلمان۔

اس پر سامعین میں سے محسن شاہ صاحب نے جو کہ ایک نامور وکیل اور معزز شہری تھے کہا کہ اس میں شائد والی کوئی بات نہ تھی۔ یہ بات انہیں اس لیئے کہنے کی ضرورت پیش آئی کہ اس مقدمے میں وہ دوسری طریق کے وکیل تھے۔ چالیس کے دہاکے میں مسلمانوں کے حقوق کی جدوجہد نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے ایک نیا رخ اختیار کیا اور آخر کار اس کا اختتام ایک علیحدہ ملک کے مطالبہ پر ہوا۔ گو اس وقت قوم کی لیڈر شپ ان لوگوں سے زیادہ قابل اور متحرک لوگوں کے ہاتھوں میں منتقل ہوگئی۔ لیکن اس سارے عمل کے لئے جس گہرے شعور اور بیداری کی ضرورت تھی وہ پنجاب میں پیدا ہونے والے چوہدری ظفر اللہ خان جیسے زیرک اور زبردست ماہرین دستور کی کوششوں کی مرہون منت تھی۔ اگرچہ اس میں شک نہیں کہ اسی دور میں دوسرے صوبوں میں ایسے ہی قابل اور اہل لوگ اس جدوجہد کو بڑے عمدہ طریق پر آگے بڑھا رہے تھے۔ سر ظفر اللہ خان نے ایسے ہی قوم کے ہمدرد اور مخلص رہنماؤں کی سرپرستی میں تربیت حاصل کی تھی۔ وہ اگرچہ حکومت وقت کی وفاداری بھی رکھتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کی حالت زار پر ان کا دل انتہائی دکھ اور کرب محسوس کرتا تھا۔ چوہدری ظفر اللہ خان انہی خوبیوں کی وجہ سے قائد اعظم نے پاکستان کی آزادی کے موقعہ پر ان کو پنجاب باؤنڈری ٹریبونل کے سامنے پاکستان کا کیس لڑنے کے لئے کہا اس کے بعد قائد اعظم نے آپ کو دنیا میں پاکستان کے تعارف کا کام سپرد کیا۔ قائد اعظم نے آپ کو کہا کہ پاکستان کو دنیا میں رجعت پسند ملک کی بجائے ایک ترقی پسند ملک کے طور پر متعارف کرایا جائے۔ اور پھر قائد اعظم نے سر ظفر اللہ خان کو کشمیریوں فلسطینیوں اور شمالی افریقہ میں واقع فرانس کی نو آبادیات کے حقوق کی بازیابی کے لئے بھیجا۔

سر ظفر اللہ خان نے جس خوبی اور مہارت سے اپنے دلائل پیش کئے اس پر ہر طرف سے داد و تحسین کے ڈونگرے برسائے گئے۔

اگرچہ بعد میں بہتان و افترا اور افسانہ طرازی کی تند و تیز ہواؤں نے اس کو آنکھوں سے اوجھل کرنے کی کوشش کی لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ تاریخ پاکستان کا ایک زریں باب تھا۔

نوائے وقت نے اپنی یکم اگست ۱۹۴۷ء کی اشاعت میں لکھا کہ پنجاب باؤنڈری ٹریبونل کے سامنے چوہدری ظفر اللہ خان نے پاکستان کا کیس نہایت زوردار طریقے سے روشن دلائل کے ساتھ پیش کیا۔ آپ نے جس قابلیت اور انتہائی خوبی سے مسلمانوں کے کیس کو پیش کیا اس سے مسلمان کم از کم اس بات پر مطمئن ہیں کہ ان کا انصاف پر مبنی کیس ٹریبونل کے سامنے ممکن حد تک صحیح رنگ میں پیش کر دیا گیا ہے۔

کچھ سالوں کے بعد جب چند مذہبی لیڈروں نے چوہدری ظفر اللہ خان کے اس عظیم الشان کارنامے پر تنقید کرنی چاہی تو ۱۹۵۳ء کے فرقہ وارانہ فسادات کی تحقیق کرنے والے منیر کیانی ٹریبونل نے چوہدری ظفر اللہ خان کی گورداسپور کے ضلع کے لئے جدوجہد کے لئے شکریہ کے جذبات ریکارڈ کئے اور کہا کہ چوہدری ظفر اللہ خان نے مسلم قوم کی بے لوث خدمت کی ہے۔ اور آج جس طرح بعض لوگ ان کے متعلق خیالات کا اظہار کرتے ہیں وہ قابل شرم ناشکرے پن کی مثال ہے۔

فلسطینیوں کی جدوجہد میں ان کی خدمات کا اعتراف کرنے والوں میں سعودی عرب کے شاہ فیصل السعود بھی شامل تھے۔ انہوں نے چوہدری صاحب کے دلیرانہ موقف اور اعلیٰ تعاون کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ انہوں نے جن اعلیٰ اصولوں کی پاسداری کی اس کے پیش نظر وہ تمام حق پرست لوگوں کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں اور نہ صرف عرب لوگ بلکہ تمام دنیا کے مسلمان ان کی اعلیٰ خدمات کے معترف ہیں۔ محترم چوہدری صاحب کو دیگر بادشاہتوں اور شمالی افریقہ کی حکومتوں کی طرف سے جو خراج تحسین پیش کیا گیا وہ بھی انہی اعلیٰ جذبات کا حامل تھا۔

سات سال تک پاکستان کے وزیر خارجہ کے منصب جلیلہ پر فائز رہنے کے بعد آپ کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہوا کہ آپ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور عالمی عدالت انصاف دونوں بین الاقوامی اداروں کے پریذیڈنٹ منتخب کئے گئے۔ اسکے بعد اپنی عمر کے آخری سالوں میں آپ لندن میں قیام پذیر رہے۔ آپ نے اس عرصہ میں قرآن مجید کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا اور سیرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک کتاب لکھی جو کہ مغربی ممالک میں از حد مقبول ہوئی۔ اسکے علاوہ آپ نے اپنی زندگی کے متعلق بھی دو کتابیں لکھیں۔ اور انکی تصنیف کردہ بعض دیگر کتب بھی منظر عام پر آئیں۔

باوجود ان کی ہمہ گیری، سلامت روی اور دیگر عظیم الشان خوبیوں کے ان کے مذہبی عقائد کی وجہ سے ان کی شخصیت ہمیشہ متنازعہ فیہ رہی اور کٹر قسم کے مسلمانوں نے ان پر کفر کا فتویٰ بھی لگایا۔

ان میں سے شدید بد اندیش معاندین نے تو ان پر یہ الزام بھی لگایا کہ وہ ہمیشہ اپنے امام کے احکام اور فرقے کے مفادات کو ملکی مفادات پر مقدم رکھتے ہیں۔

قائداعظم محمد علی جناح نے شروع میں فرمایا تھا کہ پاکستان میں مذہب کا حکومت کے معاملات میں کوئی دخل نہیں ہوگا۔ لیکن پاکستانی قوم اس اصول سے جلد ہی منحرف ہوگئی اور اس وجہ سے پاکستان انکے عظیم تجربہ، قابلیت اور ان جیسی بین الاقوامی شخصیت کی خدمات سے محروم ہوگیا۔ لیکن وہ ہمیشہ پاکستان اور اس میں رہنے والے لوگوں کیلئے نرم گوشہ رکھتے رہے اور ان کی آمدنی کا بیشتر حصہ انہی کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوتا رہا۔

نوے سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد جب وہ قانون، سیاست، ادب، ذہانت اور مذہب کے بارے میں چوٹی کی معلومات کے حامل ہو چکے تھے۔ دنیا جہاں سے انکی جرأت و عظمت کو زبردست خراج عقیدت مل چکا تھا وہ لندن سے نقل مکانی کر کے اپنے وطن کی سرزمین پر واپس تشریف لے آئے۔ اسوقت وہ تجربات اور حکمت و ذہانت کا ایک مجسمہ تھے۔ لاہور تشریف لانے کے بعد چھ سال قبل یہیں پر انکی وفات ہوئی انکی وفات پر دنیا جہاں کے لوگوں کی طرف سے جو ان کی خداداد کامیابیوں، صلاحیتوں اور ان کی ذاتی زندگی کے تمام گوشوں سے واقف اور مداح تھے، انکو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔

"خدا ہم پر رحم فرمائے"

لاہور سے شائع ہونے والے ہفتہ وار "فرق" کا ایک اداریہ۔

برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے غیر منقسم ہندوستان میں اپنے لئے ایک علیحدہ وطن کا مطالبہ اس لئے کیا تھا کہ وہ خود کو غیر مسلم اکثریت کے ہاتھوں غیر محفوظ پاتے تھے اور مذہب کے نام پر ان کا خون بہایا جاتا تھا۔ مذہب کے نام پر ان کا معاشی مقاطعہ کیا جاتا تھا اور غیر مسلم اکثریت انہیں اپنا دست نگر رکھنے کی پوری کوشش کرتی تھی۔ ان کے سیاسی اختلاف کو بھارت ماتا کے ساتھ غداری قرار دیا جاتا تھا۔ قائداعظم اور ان کے ساتھیوں نے غیر مسلم اکثریت کی مذہبی اور سیاسی تنگ نظری کا علاج یہ تجویز کیا کہ اس روز روز کی خون ریزی اور محاذ آرائی سے بہتر ہے کہ مسلم اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت کے تسلط سے الگ کر دیئے جائیں۔

جہاں مسلمان امن و امان اور آزادی سے اپنی امنگوں اور آرزوؤں کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ کیا یہ انتہائی دکھ کی بات نہیں اور تاریخ عالم کا بہت بڑا المیہ نہیں کہ مسلمانوں کو ان کا علیحدہ آزاد خود مختار وطن مل جانے کے باوجود مذہب کے نام پر قتل اور سیاست کے نام پر خون ریزی اس ملک میں پوری شد و مد سے جاری ہے۔ جو غیر مسلم اکثریت کے مذہبی اور سیاسی جنون کی دسترس سے محفوظ رکھنے کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ پہلے غیر مسلم مذہب کے نام پر مسلمانوں کو قتل کرتے تھے اور آج مسلمانوں کے اس آزاد وطن میں خود مسلمان کہلانے والے اسی مذہب کے نام پر ایک دوسرے کا خون بہا رہے ہیں۔ کفر کے فتووں کی وہ گرم بازاری ہے کہ نوجوان نسل مذہب سے باغی ہوتی جا رہی ہے۔ پہلے سیاسی اختلاف کو بھارت ماتا سے غداری قرار دیا جاتا تھا اور آج اپنے اس آزاد و خود مختار وطن میں خود مسلمان محض سیاسی اختلاف کی بنا پر ایک دوسرے کو غدار قرار دے رہے ہیں۔ برداشت اور دوسرے کا مذہبی اور سیاسی نقطہ نظر سننا جرم ٹھہر چکا ہے۔ نتیجہ سب کے سامنے ہے کہ ملک شدید خطرات میں گھر گیا ہے۔

قوموں کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے ان کی بربادی کی بنیادی وجوہ میں سب سے بڑی وجہ تنگ نظر آئے گی۔

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

مجھے یقین ہے اور آپ مجھ سے اس بات میں اتفاق کریں گے کہ جس گروپ تصویر میں محترم ڈاکٹر پروفیسر عبدالسلام صاحب نوبل انعام یافتہ کی تصویر شامل ہو وہ انتہائی یادگار تصویر سمجھی جائے گی مجھے ایک لمبے عرصے سے تصاویر لینے کا شوق ہے چنانچہ ڈاکٹر صاحب کی پہلی تصویر میں نے ۱۹۵۰ء میں لندن میں لی تھی۔ اس وقت اور اب اور جو تصویر سامنے ہے ان تینوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ ۱۹۵۰ء کی تصویر ایک نوجوان طالب علم کی تصویر تھی جب وہ انگلستان کی ایک یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔

زیر نظر تصویر میں خاکسار سب سے بائیں طرف، میرے آگے مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب اور ان کے آگے مکرم ڈاکٹر کرنل سید محمد یوسف شاہ صاحب اور ان کے آگے مکرم چوہدری رشید الدین صاحب جو آج کل ربوہ میں ناظم دارالقضاء ہیں۔

ڈاکٹر صاحب غانا میں ورلڈ ود آوٹ ایٹم بم (WORLD WITHOUT ATOM BOMB) کی کانفرنس میں شرکت کر کے واپس یورپ جا رہے تھے کہ نائیجیریا میں قلیل سے قیام کا موقعہ ملا۔ ہمیں اطلاع ملی اور ہم تینوں مکرم ڈاکٹر یوسف شاہ صاحب چوہدری رشید الدین صاحب اور یہ خاکسار ائرپورٹ پر جا کر انہیں مشن ہاؤس لے آئے۔ آپ نے آکر پہلی بات جو کی وہ یہ تھی کہ سیفی صاحب! اب تو دعوت الی اللہ کی رپورٹوں میں صحراؤں کا ذکر تو نہ کسی کو کرنے دیجیئے۔ میں جہاں اجلاس میں شرکت کر کے آیا ہوں اس علاقے میں اور یورپ کے کسی اچھے سے اچھے علاقے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ عمارات کے لحاظ سے اور سرسبزی و شادابی کے لحاظ سے۔ بعض لوگ اب بھی صحراؤں کا ذکر کرتے ہیں۔ میں نے گذارش کی محترم ڈاکٹر صاحب! آپ نے پرانی رپورٹیں دیکھی ہوں گی اور وہ بھی اس وقت کی جب بعض دوست صحرا کے رستے آئے تھے۔ ان میں محترم مولانا نذیر احمد علی بھی شامل تھے۔ اور یہ خاکسار بھی لیکن اب تو کوئی صحرا کا ذکر نہیں کرتا۔ ہم خود دیکھ رہے ہیں کہ یہ ممالک اس قدر ترقی کر رہے ہیں اور اتنی سرعت کے ساتھ کہ آج سے چند سال پہلے اس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا تھا۔

اس سے پہلے دو دفعہ محترم ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہو چکی تھی۔ ایک جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے۔ ۱۹۵۰ء میں اور دوسری دفعہ ۱۹۵۵ء میں۔

حضرت امام جماعت (الثانی) اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ انگلستان علاج کے لئے تشریف لے گئے۔ تو پاکستان سے روانگی سے قبل آپ نے فرمایا کہ میں قطعہ زمین برسر زمین نبٹانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ انگلستان میں قیام کے دوران آپ نے احمدیہ جماعت کے مربیوں کی ایک کانفرنس بلائی جس میں خاکسار کو افریقہ کے نمائندے کے طور پر شمولیت کا شرف حاصل ہوا۔ برادرم مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر امریکہ سے تشریف لائے۔ مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر سپین سے آئے مکرم شیخ ناصر احمد صاحب سوئٹزرلینڈ سے مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب جرمنی سے اور اسی طرح بعض اور مربی بھی اس کانفرنس میں شرکت کے لئے بلائے گئے۔ ایک دفعہ اس موقعہ پر اور اس سے پہلے ۱۹۵۰ء میں جب مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ نے کہا کہ اب جب کہ متعدد دوست (مربی) یہاں جمع ہیں کیوں نہ ڈاکٹر سلام صاحب سے ان کی یونیورسٹی میں جا کر ملاقات کی جائے۔ چنانچہ ہم دو چار دوست مکرم ڈاکٹر صاحب سے ملنے چلے گئے۔ ڈاکٹر صاحب کی جس کمرے میں رہائش تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ کاغذوں سے اٹا پڑا ہے درمیان میں ان کی نشست تھی۔ مجھے یونہی خیال آیا کہ ڈاکٹر صاحب سے یہ تو پوچھیں کہ آپ جو علم حاصل کر رہے ہیں وہ ہے کیا۔ جب میں نے یہ سوال کیا تو ڈاکٹر صاحب مسکرائے اور فرمانے لگے "اگر میں آپ کو بتاؤں بھی تو آپ میری بات سمجھ نہ سکیں گے"۔ میں نے اس کے بعد دوسرا سوال کرنے کی جرأت نہیں کی۔ اب آپ نائیجیریا تشریف لائے تو ہمارے لئے یہ ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔

آپ کے بعد ڈاکٹر سید محمد یوسف شاہ صاحب تشریف فرما ہیں ڈاکٹر صاحب کے متعلق کچھ باتیں احباب کی خدمت میں پیش کر دی گئی ہیں اب صرف اتنا کہنا مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کی پہلی بیوی اور ان کے بچے کوئٹہ کے زلزلے میں ہلاک ہو گئے تھے آپ اکثر ان کو یاد کیا کرتے خاص طور پر بچوں کو اور ان کی کئی باتیں سنا کر محظوظ ہوتے کہ وہ میرے بچے بہت ذہین اور لائق تھے۔ یہ صدمہ ان کے لئے انتہائی زبردست تھا کہ اس نے ان کی زندگی کو ہلا کر رکھ دیا۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی اس وقت کی طبیعت جس میں محبت اور ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی وہ اس حادثے کا بھی نتیجہ ہو۔

ان کے آگے جو محترم چوہدری رشید الدین صاحب تشریف فرما ہیں آپ جب نائیجیریا تشریف لائے تو اس وقت نائیجیریا کے مشرقی علاقے میں احمدیت کے کام میں روز افزوں ترقی ہو رہی تھی۔ چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ اور کچھ عرصہ مشرقی نائیجیریا میں قیام کیا۔ ہمارے ایک دوست جو اردن کے باشندے تھے اور بعد میں اردن کے سفیر بھی بن گئے۔ جن کا نام شریف کمال تھا یا ہو سکتا ہے کمال شریف ہو۔ بہر حال یہی دو نام ان کے نام کا حصہ تھے۔ وہ بھی مشرقی نائیجیریا پہنچ گئے اور انہوں نے وہاں جا کر وہاں کے لوگوں سے خاص طور پر اس علاقہ کے لوگوں سے جہاں مکرم چوہدری رشید الدین صاحب قیام پذیر تھے کہا کہ وہ ان کے لئے ایک سکول بنا دیں گے۔ اور ساتھ ہی بعض دیگر مراعات کا بھی ذکر کیا۔ اگرچہ اس وقت چوہدری رشید الدین صاحب واپس لیگوس تشریف لے آئے تھے لیکن اردن کے سفیر صاحب کی باتوں میں بعض لوگ ان کے ساتھ مل گئے۔ اگرچہ اردن کی طرف سے اس علاقے میں آج تک نہ کوئی سکول کھلا ہے اور نہ کوئی اور مراعات ان لوگوں کو ملی ہیں۔ مکرم چوہدری صاحب آج کل ناظم دارالقضاء ہیں۔ مکرم چوہدری صاحب کسی حد تک خاموش طبع اور بہت حد تک متوازن طبیعت کے مالک ہیں اور جہاں تک میں حالات کا جائزہ لے سکتا ہوں میں یہ کہنے میں مسرت محسوس کرتا ہوں کہ آپ نے نائیجیریا میں بہت پیاری یادگاریں چھوڑیں جس جس علاقے کے لوگوں سے آپ کو ملاقات کا موقعہ ملا اس اس علاقے کے دوستوں نے ہمیشہ آپ کو نہایت محبت کے ساتھ یاد رکھا اور ایک مربی کے لئے یہ نہایت عظیم سعادت مندی ہوتی ہے ہم اسی لئے مہمان ٹھہرے تھے کہ ہم سے پہلے مولانا نذیر احمد علی بھی ان کے مہمان تھے اور کمال شریف صاحب کی اس میٹنگ کا جو انہوں نے جدہ میں اٹنڈ (ATTEND) کی اور جس کے بعد واپس آ کر انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں انہیں اس سلسلے کا لٹریچر مہیا کروں تا کہ وہ صحیح پوزیشن بنا سکیں۔ اردن کے ایک دوست کا ذکر ہوا ہے یہ بھی بتاتا چلوں کہ اردن سے تعلق رکھنے والی دو تصاویر اور بھی ہیں۔ شاہ حسین نائیجیریا تشریف لائے تو احمدیہ جماعت نے ائرپورٹ پر ان کا استقبال کیا۔ اس تصویر میں احمدی نوجوانوں نے ایک بہت بڑا بینر اٹھایا ہوا ہے جس پر استقبالیہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔ اور اس کے بعد خاکسار نے مقامی چیف (بادشاہ) اڈے ایبجی اڈیلے کی معیت میں شاہ حسین کو گورنر جنرل کی رہائش گاہ پر کتب کا تحفہ پیش کیا۔ اسی تصویر میں شاہ حسین کے ساتھ اوبا اڈے ایبجی اڈیلے اور خاکسار ہیں کتابوں کا پیکٹ اوبا کے ہاتھ میں ہے یہ دوسری تصویر اخبار الفضل کے ایک سالانہ نمبر میں شائع ہو چکی ہے۔

جرمنی کا اتحاد

بجٹ کا خسارہ

مشرقی جرمنی اور مغربی جرمنی کا اتحاد تو ہو گیا ہے۔ لیکن چونکہ مشرقی جرمنی میں خاصی زیادہ غربت تھی اور ان کی اقتصادی حالت بہت گری ہوئی تھی۔ اسلئے دونوں کے اتحاد نے مغربی جرمنی پر خاصا بوجھ ڈالا ہے۔ گذشتہ دنوں پارلیمنٹ میں وزیر خزانہ تھیو ویگل (THEO WAIGEL) نے اراکین پارلیمنٹ کو بتایا کہ ہم یقیناً گری ہوئی اقتصادیات کو سنبھالنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور جو بوجھ اب دونوں جرمنیوں کے اتحاد سے ہم پر آپڑا ہے اسے ہم آہستہ آہستہ برداشت کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ اور نقصان کو پورا کر لیں گے۔ لیکن انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ ہمیں مشکلات کا صحیح اندازہ لگا کر آگے بڑھنا چاہیئے اگرچہ ان مشکلات کا اندازہ کچھ آسان بھی نہیں ہے چونکہ یہ ساری مشکلات مشرقی جرمنی کے سر سے اتر کر دونوں جرمنیوں کے سر آ پڑی ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ اخراجات میں تین فی صد اضافہ ہو جائے گا اور بجٹ پچیس ملین مارکس کے خسارے کا ہو گا اگرچہ حکومت نے وعدہ تو یہ کیا تھا۔ کہ وہ ٹیکس میں اضافہ نہیں کرے گی لیکن جولائی سے ٹیکس میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور اسی کو سامنے رکھتے ہوئے حزب اختلاف نے حکومت پر خاصی تند و تیز تنقید کی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب عبدالستار ایدھی کی باتیں

لاہور ۲۷ اگست ۱۹۹۱ء ـــ ملک کے ممتاز سماجی کارکن اور ایدھی ویلفیئر ٹرسٹ کے بانی عبدالستار ایدھی نے بعض امورِ وطن پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا۔ وطنِ عزیز میں اسی فی صد ٹیکس چوری ہو جاتا ہے ـ ایئرکنڈیشنڈ بڑی بڑی گاڑیوں اور دیگر تعیشات کے رسیا قوم کا پیسہ کھا رہے ہیں ـ یہ وہ طبقہ ہے جو خدا کا ۲½ فی صد ٹیکس بھی چوری کر جاتا ہے ـــ

کراچی سے خیبر تک بذریعہ سڑک اپنے دورہ کے دوران انہوں نے ایک انٹرویو میں کہا ـ سرمایہ داروں کا اس ملک کی تعمیر و ترقی میں کوئی کردار نہیں ہے ـ یہ پاکستان کو مال غنیمت سمجھتے ہیں ـــ اگر ہمارے یہاں ایک ٹیکس، ہی کی چوری بند ہو جائے تو ہمیں کسی بیرونی امداد کی ضرورت نہ رہے ـ ان کے سامنے "سی بی آر" (سنٹرل بورڈ آف ریونیو) بھی بے بس ہے ـ یہ اتنے طاقتور ہیں کہ چاہیں تو اس کے چیئرمین کو اٹھا کر باہر پھینک دیں ـ سچ تو یہ ہے کہ حکومت بھی اس طبقہ کے سامنے بے بس ہے ـ

جناب ایدھی نے اپنا اظہار جاری رکھتے ہوئے کہا ـ میں نہ تو ملک میں کوئی سیاسی انقلاب لانا چاہتا ہوں نہ ہی سیاست میں آنا میری خواہش ہے ـــ میں اس ملک میں کلاشنکوف "کلچر" کی بجائے "ویلفیئر کلچر" دیکھنے کا خواہش مند ہوں اور یہ کام صرف نوجوان کر سکتے ہیں ـ حکمران ملک کی بہتری کے لئے جو اقدام بھی کریں گے میری حمایت انہیں حاصل ہو گی ـ لیکن فکر و تردد کی بات یہ ہے کہ سرمایہ دار اور سیاست دان دو نہیں ایک ہی گروہ ہے جنہوں نے ہمیں بہت غریب اور مفلوک الحال بنا دیا ہے اب یہ سسٹم تبدیل ہونا چاہیئے ـ

ایک سوال کے جواب میں جناب عبدالستار ایدھی نے کہا ـــ قیام پاکستان کے لئے کام کرنے والوں کی یادگار بنانا قوم کی زندگی کی علامت ہے لیکن یہ یادگار قوم کے پیسے سے تعمیر کرنا زیادتی ہے ـ اس کے لئے بعض دوسرے ذرائع بھی بروئے کار لائے جا سکتے تھے ـ

جناب ایدھی نے کہا ـــ مجھے کبھی کسی حکومت سے شکایت نہیں رہی بیوروکریسی بھی مجھے پسند کرتی اور مجھ سے پیار کرتی ہے ـــ آج کل ٹرسٹوں اور فاؤنڈیشنوں کے قیام کی ہوا پوری دنیا میں چل رہی ہے ـ مگر امریکہ نے اپنے ہاں اس پر پابندی عائد کر دی ہے جبکہ ہمارے یہاں بڑے بڑے لوگ انہی ٹرسٹوں اور فاؤنڈیشنوں کی آڑ میں پیسے بنا رہے ہیں ـ یو ـ این ـ او اور "ورلڈ بنک والے" دراصل امداد دے کر "سلو پوائزننگ" کرتے ہیں ـ

انہوں نے مجھے بھی ٹرسٹ کے لئے امداد کی پیش کش کی تھی ـ لیکن میں نے انکار کر دیا اور کہا کہ آپ حکومت کو مدد دیں، ہمیں آپکی مدد کی ضرورت نہیں ـ

انہوں نے اس بات پر دلی دکھ کا اظہار کیا کہ بے کاری نے نوجوانوں میں جرائم کی راہ ہموار کی ہے ـــ کمزور لیڈر علاقائیت فرقہ پرستی اور پیری مریدی کی آڑ میں بڑے سیاستدان بن رہے ہیں ـ میں بھی پیر بن سکتا تھا ـ لیکن میں طبعاً گدی پرست نہیں ہوں ـ

انہوں نے ہائی وے پر حادثات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا ـ میری فاؤنڈیشن نے ہائی وے پر ۱۰۰ ایمرجنسی سنٹر بنانے کا فیصلہ کیا ہے جس کے لئے ۱۰۰ ایمبولینس اور ۱۰۰ وائرلیس منگوائی جا رہی ہیں ـ مصیبت یہ ہے کہ کسٹم والے ہم پر بہت ظلم کرتے ہیں ـ باہر سے آنے والے "گفٹ کارٹنز" پر بھی ڈھیروں ڈیوٹی لگا دی جاتی ہے اور ڈیوٹی ادا نہ ہونے پر اس امداد کو نیلام کر دیا جاتا ہے ـ حالانکہ یہ مال تو صرف فلاح انسانیت کے لئے آتا ہے !

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے جناب ایدھی نے کہا ہائی وے پر سنٹر بنانے کے لئے دو کروڑ روپے کی ضرورت ہو گی ـــ انہوں نے کہا ـ کھالیں ملیں نہ ملیں میں جب تک دم میں دم ہے کام کرتا رہوں گا ـــ یہی میری زندگی کا مقصد ہے

انہوں نے بتایا کہ مجھے اس مقام تک پہنچانے میں میری ماں کا بڑا اہم رول ہے ـ میں نے دو جماعتیں ہی پڑھی ہیں اور میرا تعلق مڈل کلاس فیملی سے ہے ـ سکول جاتے وقت میری ماں مجھے دو پیسے دیا کرتی تھیں اس تاکید کے ساتھ کہ ایک پیسہ خود کھا لینا اور ایک کسی غریب کو دے دینا ـ میں جب دونوں پیسے کھا جاتا تو مجھے اپنی ماں سے زبردست ڈانٹ پڑا کرتی تھی ـ (ماخوذ ہفت روزہ "لاہور"، ۲ دسمبر ۹۱ء)

قراردادِ تعزیت

مورخہ ۲۴ اگست بروز ہفتہ گورنمنٹ نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ کی معروف دیرینہ ٹیچرس محترمہ رشیدہ ثروت صاحبہ طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں ـ

ان کی وفات حسرت آیات پر جملہ سٹاف سکول ہذا کا ایک تعزیتی اجلاس زیر صدارت محترمہ رفیعہ غزنوی صاحبہ ہیڈ مسٹرس نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ منعقد ہوا ـ جس میں آپ کی ۲۶، ۲۷ سالہ تدریسی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ـ طالبات مقررین نے اپنی ہر دلعزیز استاد موصوفہ کی وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ موصوفہ ہمدرد، محنتی، شفیق اور مثالی استاد تھیں ـ خدا تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت کرے ـ

محترمہ رفیعہ غزنوی صاحبہ نے اپنی دیرینہ رفیق کار کی وفات پر گہرے دکھ اور صدمہ کا اظہار کیا اور کہا کہ محترمہ رشیدہ ثروت صاحبہ حقیقی معنوں میں مشفق استاد تھیں ان کی شعبہ تعلیم سے عشق کی حد تک وابستگی اور خلوص ہم سب کے لئے مشعل راہ رہیگا ـ آپ مالی قربانی مثالی رنگ میں کرتی تھیں ـ سکول میں چندہ دینے میں موصوفہ سرفہرست ہوتیں ـ ہمارے لئے سکول میں ان کی کمی برسوں تک محسوس ہوتی رہے گی ـ اس خصوصی اجلاس میں سکول کی سابق طالبات نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی ـ ہم سب دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین اور خاوند کو صبرِ جمیل عطا فرمائے ـ ہمیشہ ان سب کو اپنی حفاظت میں رکھے نیز موصوفہ کو اپنے فضل و کرم سے اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرماتے ہوئے اپنے قرب سے نوازے ـ آپ موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی ـ

(منجانب سٹاف گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ربوہ)

بقیہ صـ۴ سے آگے

مذہبی تنگ نظری، سیاسی تنگ نظری ـ معاشی تنگ نظری اور سماجی تنگ نظری دوسروں پر اپنی رائے زبردستی مسلط کرنا اور بزورِ قوت انہیں اپنا تابع فرمان بنانے کی کوشش کرنا ـ اس بیماری نے قوموں کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا ـ اور انہیں دیمک کی طرح چاٹ گئی ـ یہی بیماری بلکہ بیماریاں ہماری قوم کو بھی گھن کی طرح کھائے جا رہی ہیں کہ

مستند ہے میرا فرمایا ہوا

جو کچھ ایک فرقہ یا گروہ کہتا ہے ـ وہ اس کے نزدیک تو مستند ہو سکتا ہے مگر اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ دوسرے بھی اسے مستند قرار دیں گے ـ اظہار رائے کی آزادی اور اس پر عمل مسلمانوں کا طرۂ امتیاز تھا اور قرآن کریم نے یہ کہہ کر دین میں کوئی جبر نہیں ہے اعلان عام فرما دیا تھا کہ دین کے معاملے میں جبر کی اجازت نہیں ـ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ جو دین چاہے اختیار کرے اور اپنے عقیدہ کے مطابق اس پر عمل کرے ـ

جب دین کے بارے میں قرآن اور اسلام کا یہ واضح ترین نکتہ نظر ہے تو سیاست اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں وہ تنگ نظری اور اپنی رائے دوسروں پر زبردستی مسلط کرنے کی کب اجازت دے گا ـ افسوس کہ چند تنگ نظر اور غرض پرست مذہبی اور سیاسی اجارہ داروں نے محض اپنی اجارہ داریاں قائم رکھنے اور اپنی دکانیں چمکانے کے لئے پوری قوم اور ملک کو داؤ پر لگا دیا ہے ـ آج ۱۴ اگست کہ قیام پاکستان کا یادگار دن ہے ـ محض چراغاں کرنے اور رقص و سرود کی محفلیں منعقد کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ـ اصل ضرورت اس امر کی ہے کہ قیام پاکستان کے بنیادی مقاصد کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کیا جائے اور لوگوں کو بتایا جائے کہ یہ ملک اس لئے قائم کیا گیا تھا کہ یہاں بسنے والی مختلف اقوام اور مختلف مذاہب اور فرقوں سے تعلق رکھنے والے اپنے اپنے مذہبی اور سیاسی عقائد پر قائم رہتے ہوئے پرامن زندگی گذاریں اور باہم متحد ہو کر ملک و ملت کی تعمیر میں حصہ لیں ـ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے بلکہ ہم خود اپنے حال پر رحم فرمائیں ـ "فرق" کا یہ اداریہ مکرم جاذب تاکری صاحب کے قلم کا مرہون منت ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری شرح خواندگی

پاکستان میں ایک لمبے عرصے سے شرح خواندگی کو بڑھانے کی تجاویز سامنے آ رہی ہیں۔ لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ تجاویز تجاویز ہی کی حد تک تو بہت معقول اور مفید ہوتی ہیں۔ لیکن ان پر اسی طرح عمل درآمد نہیں ہو سکا۔ جسطرح ان کا مقصد تھا۔ اور اسی لئے شرح خواندگی میں کبھی کوئی خاص فرق نہیں پڑا۔ اب نئی تعلیمی پالیسی جو عنقریب پیش کی جانے والی ہے کیمطابق بتایا گیا ہے کہ ۲۰۰۰ء تک ۷۰ فیصد شرح خواندگی کر دینے کا ارادہ ہے۔ تعلیم کے لئے بجٹ تو حسب ضرورت رکھا نہیں جاتا۔ ماہرین تعلیم کا ہمیشہ یہ خیال رہا ہے کہ جب تک ضرورت کے مطابق بجٹ نہیں رکھا جائے گا۔ نتائج بھی حسب خواہش پیدا نہیں ہو سکیں گے اور اب تو وزارت تعلیم کے کارکن بھی یہ کہتے دکھائی دیتے ہیں کہ سوائے اس کے کہ بہت بڑی سیاسی کوشش سے کام لیا جائے اور اس میں ارادے کا نہایت زبردست دخل ہونا چاہیئے یہ نتیجہ حاصل نہ کیا جا سکے گا۔ ایک حالیہ رپورٹ جو اقوام متحدہ نے شائع کی ہے کے مطابق پورے بجٹ کا ۵ء۴ فیصد تعلیم کے لئے وقف ہونا چاہیئے۔ خاص طور پر ترقی پذیر ممالک میں۔ لیکن جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے اس کی ساتویں پانچ سالہ سکیم میں تعلیم کے لئے ۲ء۱ رکھا گیا ہے۔ مسلسل یکے بعد دیگرے آنے والی حکومتوں نے تعلیم کو اتنی اہمیت نہیں دی جتنی کہ دینی چاہیئے تھی۔ اگر اہمیت دی جاتی اور ضرورت کے مطابق بجٹ میں رقوم رکھی جاتیں تو کوئی وجہ نہیں کہ شرح خواندگی خاصی زیادہ نہ ہو چکی ہوتی۔ یونیسکو کی ایک حالیہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ سارے ایشیا اور جنوبی پیسیفک میں پاکستان آخری سے پہلے نمبر پر ایسا ملک ہے جس نے تعلیم کے لئے رقم اتنی کم رکھی ہے۔ اس بات کا مطلب یہ ہے کہ جتنی رقم ان ممالک میں سے کسی نے سب سے کم رکھی ہے اس سے صرف ایک درجہ اوپر پاکستان کا نام آتا ہے۔ بنگلہ دیش ۱۹۷۱ء میں پاکستان سے الگ ہوا تھا۔ اور اب اسکی شرح خواندگی پاکستان سے زیادہ ہے اور اسکی وجہ یہی بیان کی جاتی ہے کہ وہاں تعلیم کے لئے زیادہ رقم رکھی جاتی ہے۔ حالانکہ ۱۹۷۱ء سے پہلے اس علاقے میں جسے مشرقی پاکستان کہا جاتا تھا۔ مغربی پاکستان سے شرح خواندگی کم تھی۔ جاپان اور ملیشیا میں شرح خواندگی سو فی صد ہے۔ اور یہ اپنے جی۔ این پی۔ کا ۷ فی صد حصہ تعلیم کے لئے وقف کرتے ہیں۔ ہندوستان میں شرح خواندگی اکاون فیصد ہو گئی ہے۔ وہاں اپنے جی۔این۔پی کا ۳ء۷ فی صد استعمال کیا جاتا ہے۔

قرارداد ہائے تعزیت

قادیان

قادیان ۵ اگست ۱۹۹۱ء احباب جماعت احمدیہ قادیان نے آج یہ افسوسناک خبر گہرے دُکھ کے ساتھ سنی کہ حضرت فضل عمر (اللہ تعالٰے آپ سے ہمیشہ راضی رہے) اور حضرت عزیزہ بیگم کے چھوٹے بیٹے اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان کے برادر اصغر ۴/۵ اگست کی درمیانی شب کو ساڑھے گیارہ بجے حرکتِ قلب بند ہونے سے وفات پا گئے ہیں۔

محترم صاحبزادہ صاحب واقف زندگی تھے۔ جامعہ احمدیہ ربوہ سے شاہد کا کورس کرنے کے بعد شروع سے اخیر تک تحریک جدید کے مختلف شعبہ جات میں خدمات بجا لاتے رہے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ امۃ المومن صاحبہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی پوتی اور محترم مرزا ظفر احمد صاحب کی بیٹی ہیں۔ آپ کے تین بیٹے مکرم مرزا فہیم احمد صاحب، مکرم مرزا شمیم احمد صاحب اور مکرم مرزا عبدالکریم احمد صاحب ہیں۔

درویشان و ساکنین قادیان اس افسوسناک سانحۂ ارتحال پر سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالٰے بنصرہ العزیز حضرت سیدہ ام متین صاحبہ مدظلہا حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ مدظلہا۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔ محترمہ نصیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا ظفر احمد صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب کی بیگم محترمہ امۃ المومن صاحبہ اور ان کے تینوں بیٹوں کی خدمت میں دلی تعزیت کرتے ہوئے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالٰی محترم صاحبزادہ صاحب کو جنت میں اپنا مقام قرب عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔

ہم ہیں غمزدہ درویشان و ساکنین قادیان

برطانیہ

جماعت احمدیہ برطانیہ کے احباب نے یہ خبر بہت رنج اور افسوس کے ساتھ سنی کہ سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ آپ سے راضی رہے) کے صاحبزادے مکرم مرزا نعیم احمد صاحب ربوہ میں وفات پا گئے ہیں۔ آپ کو ایک عرصہ سے شوگر کی تکلیف تھی اور دل کا عارضہ تھا۔ بالآخر دل کے حملہ سے ہی آپ کی وفات ہوئی۔

آپ واقف زندگی تھے جامعہ کی تعلیم کے بعد آپ نے مختلف جماعتی خدمات سرانجام دیں۔ تحریک میں افسر امانت کے طور پر لمبا عرصہ آپ کو کام کرنے کا موقع ملا۔ بعد میں آپ وکالت دیوان میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالٰی ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور اپنے قرب میں جگہ عطا فرمائے۔ اور درجات بلند فرمائے

اس موقع پر ہم حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالٰی بنصرہ العزیز کی خدمت میں دلی جذبات تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور دیگر افراد خاندان سے بھی بالخصوص محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت قادیان سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالٰی سب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم ہیں

ممبران جماعت احمدیہ برطانیہ

ان کے علاوہ جماعت احمدیہ پشاور جماعت احمدیہ واہ کینٹ اور لجنہ اماء اللہ کراچی نے بھی تعزیت کی قرار دادیں بھجوائی ہیں۔

بقیہ: صا سے آگے

حرکت کر دیتے ہیں کہ ماں باپ کو ہنسی آجاتی ہے خواہ کتنا ہی غصہ ہو۔ ان سے پھر وہ ہنسی برداشت نہیں ہوتی اور ہنسی برداشت نہ ہونے کے معاملے میں چھوٹے بڑے ادنیٰ اعلیٰ سب برابر ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ اگر وفات کا موقع بھی ہو اور لوگ سوگ پر بیٹھے ہوں۔ اگر کسی سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو جائے جو مزاحیہ ہو تو اس وقت بھی ہنسی برداشت نہیں ہوتی۔ ایک دفعہ قادیان میں مجھے یاد ہے ہمارے بھائیوں سے کوئی غلطی ہو گئی۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے غالباً یہ تھی کہ ہمیں پتہ نہیں لگا تھا کہ حضرت (فضل عمر) نماز کے لئے چلے گئے ہیں اور ہم کھیلتے رہے اور جب وہ واپس نکلے تو اس وقت ہمیں سمجھ آئی کہ ہم پکڑے گئے اور غلطی ہو گئی۔ بہرحال حضرت (فضل عمر) نے لائن لگوا دی اور سب کو سزا دینی تھی۔ اب ہمیں پتہ نہیں کیا سزا دینی تھی مگر بڑے غصے میں تھے کہ تم نے یہ کیا حرکت کی ہے۔ ادھر نماز ہو رہی تھی اور تم صحن میں کھیل رہے تھے۔ تو ہمارے ایک بھائی جن کا نام لینا اس وقت مناسب نہیں ان کی شکل اس وقت اس قسم کی بن گئی خوف سے اور چہرہ بھی موٹا تھا تو وہ ذرا سا منہ کا نیچا تھا تو ایک کلہ نیچے ہو جاتا تھا ایک اوپر ہو جاتا تھا تو حضرت (فضل عمر) کی (SENSE OF) یعنی مزاح کا جو ذوق تھا وہ بہت اعلیٰ اور لطیف تھا تو آپ کی اس پر جو نظر پڑی تو ہنسی برداشت نہ ہوئی۔ پہلے اپنی پگڑی کا تھوڑا سا پلو منہ پر رکھا اور کوشش کی برداشت کرنے کی۔ اس کے بعد اس قدر قہقہہ نکلا کہ ہمیں اس طرح چھوڑ کر آپ اپنی رہائش گاہ کی طرف چلے گئے۔ تو ہنسی میں نے جیسا کہ بتایا ہے بعض دفعہ بڑے بڑے غصہ پر قابو پا لیتی ہے تو اگر کوئی لطیف مزاح ہو تو وہ فائدہ بھی پہنچاتا ہے لیکن بھونڈے مذاق سے بچنا کیونکہ بھونڈا مذاق سنتے ہوؤں کو بھی غصہ دلا دیتا ہے اور ہر موقع کی بات نہیں ہوا کرتی ہے۔ اس لئے بھانڈ پنے سے کام نہیں بنتا، ذہانت کے ساتھ مزاح کا استعمال ہونا چاہیئے۔ اس فن کو آپ حضرت (بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی کتب سے سیکھ سکتے ہیں۔ آپ نے جہاں ... دلائل دیئے ہیں وہاں اس کے بعض حصے مزاح سے تعلق رکھتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ جولائی ۱۹۹۰ء)

بے خدا کوئی بھی ساتھی نہیں تکلیف کے وقت
اپنا سایہ بھی اندھیرے میں جدا ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدر انجمن احمدیہ میں محررین کی ضرورت

دفاتر صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں کارکنان درجہ دوم محررین کی ضرورت رہتی ہے ۔ صرف ایسے مخلص احمدی نوجوان درخواستیں بھجوائیں جو دینی کاموں سے شغف اور خدمت دین کا شوق رکھتے ہوں اور مستقل طور پر حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ کام کرنے کے خواہشمند ہوں۔ درجہ اوّل کی آسامیاں اس وقت نہیں ہیں ۔ درجہ دوم امیدوار کم از کم مولوی فاضل ۔ میٹرک سیکنڈ ڈویژن ہوں اور میٹرک سرٹیفکیٹ کے مطابق عمر کم از کم اٹھارہ سال ہو ۔

درخواستیں ۲۰ ستمبر ۹۱ء تک وصول کی جائیں گی ۔ درخواستوں کے ساتھ تعلیمی قابلیت کی مصدقہ نقول یا فوٹو سٹیٹ اور صدر صاحب کی تصدیق بھجوائیں۔

امتحان کیشن مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۹۱ء بروز منگل بوقت صبح ۹ بجے ہوگا ۔ انٹرویو دوسرے روز مورخہ ۲۵ ستمبر ۹۱ء بروز بدھ ہوگا ۔ جس کا اعلان امتحان کے دن مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۹۱ء کو کر دیا جائے گا ۔

اُن امیدواران ملازمت کا انٹرویو لیا جائے گا جو پرچہ کے امتحان میں پاس ہوں گے ۔

(ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

شعبہ رشتہ ناطہ میں تشریف لانیوالے اصحاب کے لئے ضروری اعلان

متعدد بار ایسا ہوا کہ بعض اصحاب دفتر رشتہ و ناطہ میں فارم وغیرہ کے اندراج کے لئے دفتری اوقات کے بعد یا چھٹی والے دن تشریف لائے جبکہ متعلقہ کارکنان یا افسر ربوہ سے باہر کہیں دور گئے ہوئے تھے ۔ اور آنے والے اصحاب کو تکلیف اٹھانی پڑی ۔ اس لئے عرض ہے کہ ایسے اصحاب صرف دفتری اوقات میں رشتہ و ناطہ کے کاموں کے لئے تشریف لایا کریں تاکہ ان کو تکلیف نہ ہو ۔

(نائب ناظر اصلاح وارشاد)

گائے بھینس، گھوڑا

اور تمام جانوروں کے امراض مثلاً منہ کھر، زہرباد، سوزش پستان، فالج، ٹِک، نتھنوں میں ناڑ وغیرہ پیدا ہونا، گل گھوٹو (خناق)، کنار، داد چیچک وغیرہ کے لئے کیور یٹو ادویات مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے کمپنی کے مقررہ نرخ پر حاصل کریں۔ مزید تفصیل کے لئے ۳ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر لٹریچر مفت حاصل کریں ۔

ویٹرنری ڈاکٹرز فری لٹریچر و سیمپلز براہ راست کمپنی سے طلب کریں۔

لاہور : پاکستان میڈیکوز لوئر مال ۔ کراچی : شہزاد میڈیکل سٹور ۔ بھینس کالونی روڈ نمبر ۵ لانڈھی ۔ فیصل آباد : میاں شادی میڈیسن گول امین پور بازار ۔ راولپنڈی : جرمن ہومیو لیبارٹریز ۔ بوہڑ بازار ملتان : زکریا میڈیکل سٹور ۔ بیرون لوہاری گیٹ

کیوریٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ ربوہ لاہور کراچی فون ۶۰۶ ۶۰۷

ملکی خبریں

○ صدر نے کہا ہے کہ عوام کے ٹھکرائے ہوئے بعض عناصر سیاسی قد بڑھانے کے لئے اوچھی حرکتوں پر اتر آئے ہیں۔ تہران میں پاکستانیوں سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سچائی اور صداقت کے تقاضوں کو بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے ۔

○ فیصل آباد میں پی ڈی اے سمیت ۶ جماعتوں نے بلدیاتی انتخابات میں میئر گروپ کے خلاف اتحاد بنا لیا ہے ۔

○ سابق صدر جنرل ضیاء الحق کے صاحبزادے اعجاز الحق نے کہا ہے کہ میں سانحہ بہاولپور کے کرداروں کو جانتا ہوں لیکن میری نشاندہی پر وہ پکڑے نہیں جائیں گے ۔ انہوں نے کہا کہ انکوائری کمیٹی کی تحقیقات سے کچھ فرق نہیں پڑے گا ۔

○ بھارت نے چولستان اور بہاولنگر کی سرحد پر ایک ڈویژن فوج مزید بھیج دی ہے ۔ بھارت نے اس سرحد پر خاردار تاریں لگانے کا کام بھی شروع کر دیا ہے ۔

○ سرحد کے سابق وزیر اعلیٰ مسٹر عنایت اللہ گنڈا پور نے اپنے چالیس ساتھیوں کے ہمراہ خود ہی گرفتاری پیش کر دی ہے ۔ ان کے خلاف قتل اور اقدام قتل کے متعدد مقدمات درج تھے ۔

○ ضلع گوجرانوالہ کے علاقے واہنڈو میں چار افراد نے زمیندار کے بیوی بچے اغوا کر لئے ہیں اور رہائی کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپے تاوان کا مطالبہ کیا ہے ۔

○ سندھ کے وزیر اعلیٰ جام صادق علی نے کہا ہے کہ جماعت اسلامی نے قیام پاکستان کی مخالفت کی تھی اس کے ساتھ مذاکرات نہیں ہو سکتے ۔

بقیہ : صا سے آگے

نے غیر معمولی توصیفی کلمات محترم بنگوی صاحب کے حق میں ارشاد فرمائے اور نماز جمعہ کے بعد محترم بنگوی صاحب کی نماز جنازہ پڑھائی ۔

غیر ملکی خبریں

○ امریکہ کے صدر بش نے فون پر سعودی عرب کے شاہ فہد سے بات چیت کی ہے ۔ صدر بش نے مشرق وسطی میں امن کانفرنس کے انعقاد کے امکانات اور دیگر متعلقہ مسائل پر تبادلہ خیال کیا ۔

○ امریکہ بالٹک ریاستوں کو ایک کروڑ ۴۰ لاکھ ڈالر کی امداد دے گا ۔

○ چین نے تیسری بالٹک ریاست لتھوانیا سے بھی سفارتی تعلقات قائم کر لئے ہیں ۔ اس سے قبل چین دونوں بالٹک ریاستوں لٹویا اور استھونیا سے سفارتی تعلقات قائم کر چکا ہے ۔

○ روس کی ریاست آذربائی جان کے افراد نے ایک ٹرین کو اغوا کر لیا ہے اس ٹرین میں آرمینیا کے باشندے سفر کر رہے تھے ۔ اغوا کرنے والوں نے عورتوں اور بچوں کو رہا کر دیا اور ۴۴ مردوں کو یرغمال بنا لیا ۔ ماسکو سے وزارت داخلہ کے ترجمان نے بتایا ہے کہ آذربائی جان والوں کا مطالبہ ہے کہ ان کے ان دو افراد کو رہا کیا جائے جن کو آرمینیا والوں نے قید کر رکھا ہے ۔

○ یوگوسلاویہ کی ریاست کروشیا نے تسلیم کیا ہے کہ وہ سربیا کے چھاپہ ماروں اور وفاقی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتے انہوں نے کہا کہ ان کے پاس اسلحہ کی کمی ہے جب کہ وفاقی فوج ایک ہزار ٹینکوں اور ۲۰۰ طیاروں سے حملہ کر رہی ہے وہ جہاں چاہے حملہ کر دیتے ہیں اس کی وجہ سے کروشیا کے لوگ کئی مقام پر ہار چکے ہیں ۔ سربیا کے چھاپہ ماروں نے کروشیا کی کمک کے تمام راستے بند کر دیئے ہیں اور کروشیا کے ایک تہائی علاقے پر قبضہ کر لیا ہے ۔

قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل کے مشہور شاگرد

حضرت حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

مرض بے اولاد مرض نرینہ اولاد سے محروم مرض اٹھراء مرض بچوں کا سوکھا پن

گوجرانوالہ فون ۷۴۸۴۴ / ۷۴۴۹۷ ۰۴۳۱ ، ربوہ فون ۹۰۶-۲۴-۰۴۵۲

لاہور ۔ اسلام آباد ۔ قلعہ کالروالہ ۔ ملتان ۔ کراچی